


# Al-Mīthāq

*(Research Journal of Islamic Theology)*

**Published by: HIRA** *Institute of Social Sciences Research & Development*
**ISSN:** 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
**Volume** 05, **Issue** 04, October - December 2026, PP 170-178
**Open Access at**: https://almithaqjournal.org/

| *Article Timeline:* | *Received:* 20-09-2026 | *Accepted:* 03-11-2026 | *Published:* 07-11-2026 |
|---|---|---|---|



**Disclaimer:**
Responsibility for the accuracy of the stated facts rests solely with the authors. Opinions expressed in *"Al-Mīthāq"* are those of the authors and not necessarily endorsed by either the Editorial board or the Institute.


# ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا تصورِ اجتہاد اور عصرِ حاضر: ایک تحقیقی مطالعہ

# *Dr. Yūsuf Al-Qaraḍāwī's Concept of Ijtihād and the Modern Era: A Research Study*


***Muhammad Farooq Haider Yasin*** [1] ***Imran Ali*** [2]



## *Abstract*

This research study explores Dr. Yūsuf Al-Qaraḍāwī's concept of ijtihād and its relevance in the modern era. Al-Qaraḍāwī is widely regarded as one of the most influential contemporary Islamic scholars who has attempted to bridge the gap between classical Islamic jurisprudence and the rapidly changing realities of modern life. The study highlights that, in his view, ijtihad is not merely a juristic tool for issuing legal rulings, but a continuous intellectual process aimed at preserving the spirit of Sharī'ah while addressing emerging social, economic, and scientific challenges.The research finds that Al-Qaraḍāwī emphasizes essential conditions for ijtihād, including a strong understanding of primary Islamic sources (Qur'ān and Sunnah), awareness of the objectives of Sharī'ah (Maqāṣid al- Sharī'ah), and a deep comprehension of contemporary realities. He strongly advocates for "contemporary ijtihād" as a necessary mechanism to overcome intellectual stagnation (taqlīd) and to provide relevant guidance to the Muslim Ummah in modern contexts. Furthermore, the study shows that his approach contributes significantly to aligning Islamic jurisprudence with modern issues such as governance, finance, biotechnology, and social change. By promoting flexibility within the framework of authentic Islamic principles, Al-Qaraḍāwī's thought ensures that Islamic law remains dynamic and applicable across different eras.



## *Keywords*

*Ijtihād, Al-Qaraḍāwī, Maqāṣid al- Sharī'ah, Islamic Jurisprudence, Modernity, Legal Reform*



[1]***Corresponding Author***, *Lecturer (Islamiat), Government Graduate College, Abdul Hakim. fhaider867@gmail.com*

[2] *Lecturer (Islamiat), Government Graduate College, Toba Tek Singh. aliimranamt@gmail.com*

## موضوع کا تعارف

اسلامی شریعت کی ابدیت اور ہمہ گیریت کا اصل راز "اجتہاد" کی صورت میں اس کی داخلی قوتِ نمو میں پنہاں ہے، جو ہر دور کے بدلتے ہوئے حالات اور نئے مسائل کے حل کے لیے ایک متحرک فکری بنیاد فراہم کرتا ہے۔ مولانا محمد تقی امینی کے مطابق، اجتہاد کا لغوی معنی کسی بات کی تحقیق میں انتہائی جدوجہد کرنا ہے، جبکہ اصطلاحی طور پر یہ شرعی احکام کی معرفت حاصل کرنے یا نئے پیش آمدہ مسائل پر ان احکام کو منطبق کرنے میں فکر و نظر کی انتہائی طاقت صرف کرنے کا نام ہے۔ قرآن حکیم نے اہل علم کو "استنباط" اور "تفکر" کی دعوت دے کر فقیہ بصیرت پیدا کرنے کی بنیاد رکھی ہے۔

عصر حاضر میں، جہاں انسانی زندگی کے سماجی، سیاسی اور معاشی ڈھانچے مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہیں، اجتہاد کی اہمیت ناگزیر ہو چکی ہے۔ مولانا امینی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ہر دور میں اجتہاد کی ضرورت رہتی ہے کیونکہ تمدنی ارتقاء کے ساتھ مسائل کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت خود اجتہاد کی منظوری دے کر اس کا دروازہ کھولا تاکہ امت نشیب و فراز میں رہنمائی حاصل کر سکے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا تصور اجتہاد دراصل اسی قدیم فقہی روایت اور جدید زندگی کے تقاضوں کے درمیان توازن پیدا کرنے کی ایک علمی کوشش ہے۔ اس تحقیق کا تعارف اس بنیاد پر قائم ہے کہ اسلاف اور مجتہدین کرام کی اصولی کاوشوں سے واقفیت کے بغیر جدید دور میں اجتہادی بصیرت پیدا ہونا ناممکن ہے ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا مطالعہ ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ کس طرح "روحِ شریعت اور "مقاصدِ دین" کو پیشِ نظر رکھ کر عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل، جیسے کہ جدید معیشت اور معاشرت، کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔[1]

## ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا تعارف

ڈاکٹر یوسف القرضاوی عالم اسلام کے مشہور فقیہ، مفسر، مبلغ اور دانشور ہیں، شیخ یوسف قرضاوی 9 ستمبر 1926ء کو مصر میں پیدا ہوئے، انہوں نے دس سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا، ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ درجات تک کی تمام تر تعلیمی اسناد جامعہ ازہر سے حاصل کیں، 1973ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، یوسف قرضاوی کو اخوان المسلمین سے تعلق کی بنیاد پر کئی مرتبہ جیل بھی جانا پڑا، 1961ء میں یوسف قرضاوی نے قطر کا سفر کیا اور وہاں مختلف علمی چیئرز سے منسلک ہوئے اور انہیں قطر کی شہریت بھی عطا کی گئی۔

شیخ یوسف کو انہی تعلیمی کاوشوں اور گراں قدر تحقیق کام کی بنیاد پر مختلف ایوارڈز بھی ملے، 1990ء میں اسلامی معاشیات پر کام کرنے کی بناء پر بینک اسلامی کی طرف سے ایوارڈ دیا گیا، 1994ء میں شاہ فیصل ایوارڈ سے نوازا گیا، 1996ء انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی مالیزیا کی طرف سے ایوارڈ دیا گیا، 1997ء میں فقہ اسلامی میں ان کے گراں قدر علمی کام کی بنیاد پر برونائی کے سلطان کی طرف سے انہیں "حسن بلقیہ" نامی ایوارڈ ملا۔

آپ کی تصنیفی خدمات بہت وسیع ہیں: "الحلال والحرام فی الاسلام"، "کتاب فتاویٰ معاصرہ"، "تیسیر الفقہ للمسلم المعاصر"، "فقہ الجہاد"، "من فقہ الدولہ فی الاسلام"، "دور الزکاۃ فی علاج المشکلات الاقتصادیۃ وشروط نجاحہا" "المدخل لدراسۃ الشریعۃ الاسلامیہ" آپ کی مشہور تصنیفات ہیں، اس کے علاوہ آپ اتحاد العالمی لعلماء المسلمین کے رئیس بھی رہے ہیں، مجمع الفقہ الاسلامی کے رکن، "ہیئۃ الشریعہ العالمیہ للزکاۃ" کے نائب رئیس اور منظمہ دعوت اسلامیہ کے رکن کے طور پر آپ کی خدمات کا ایک وسیع سلسلہ موجود ہے۔[2]

## اجتہاد کا مفہوم

اجتہاد کا لغوی مطلب ہے "سعی و جدوجہد کرنا"۔ اسلامی فقہ کی اصطلاح میں اجتہاد ایسی سعی وجہد کو کہا جاتا ہے جو قانونی

مسائل میں آزادانہ رائے قائم کرنے کیلئے کی جائے، اس کا استدلال حدیثِ معاذ بن جبلؓ سے ہے۔[3]

## اجتہاد اور یوسف القرضاوی

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے مطابق اجتہاد، انسانی زندگی میں پیش آنے والے مسائل میں الٰہی راہنمائی کے لیے ایک انتہائی ذہنی اور فکری کوشش کا نام ہے، جس کا مدار قرآن و سنت پر ہوتا ہے، لیکن مروّجہ حالات کے بدلنے پر قرآن و سنت کی وسعتوں اور گہرائیوں میں اترنا پڑتا ہے۔ یوسف القرضاوی نے اجتہاد کے حوالے سے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے اور اپنے مجتہدانہ نظریات کو بھی اس کتاب کا حصہ بنایا ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے ہاں اجتہاد کے لیے درج ذیل شرائط لازم ہیں:

- **قرآنِ حکیم کا مکمل علم:** یہ سب سے پہلی شرط ہے کیونکہ قرآن شریعتِ اسلامیہ کا مصدرِ اوّل ہے۔ اس میں ناسخ و منسوخ اور اسبابِ نزولِ آیات کا علم شامل ہے۔
- **سنتِ رسول ﷺ سے واقفیت:** دوسری شرط سنت سے واقفیت ہے، بالخصوص ان احادیث سے جن کا تعلق احکام سے ہے۔ اس میں درایتِ حدیث، فہم و واقفیت، ناسخ و منسوخ احادیث اور اسبابِ ورودِ حدیث کا علم شامل ہے۔
- **عربی زبان سے واقفیت:** عربی زبان پر مکمل دسترس اور واقفیت بھی اجتہاد کے لیے شرطِ لازم ہے۔
- **مقاماتِ اجماع کا علم:** چوتھی شرط اجماع کے مقامات سے مکمل واقفیت ہے تاکہ اجماعِ امت کے خلاف کوئی فتویٰ صادر نہ ہو جائے۔
- **اصولِ فقہ سے آگاہی:** پانچویں شرط اصولِ فقہ کا علم ہے، جبکہ قیاس بھی انہی بنیادی شرائط میں سے ایک ہے۔

علامہ یوسف القرضاوی نے یہاں ایک نئی شرط کا بھی اضافہ کیا ہے جو عام طور پر مجتہدین کے ہاں ملحوظ نہیں رکھی جاتی اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کی زندگی کے طرز یعنی لائف سٹائل (Life style) کو جاننا بھی ایک مجتہد کیلئے نہایت ضروری ہے، وہ فرماتے ہیں:

> وَهُنَا شَرْطٌ لَمْ يَذْكُرْهُ الأُصُولِيُّونَ فِي شُرُوطِ الاجْتِهَادِ، وَهُوَ مَعْرِفَةُ الْمُجْتَهِدِ بِالنَّاسِ وَالْحَيَاةِ مِنْ حَوْلِهِ؛ وَذَلِكَ أَنَّ الْمُجْتَهِدَ لَا يَجْتَهِدُ فِي فَرَاغٍ، بَلْ فِي وَقَائِعَ تَنْزِلُ بِالْأَفْرَادِ وَالْمُجْتَمَعَاتِ الْمُحِيطَةِ بِهِ، وَهِيَ تُؤَثِّرُ فِي أَفْكَارِهِمْ وَسُلُوكِهِمْ، وَتَتَدَاخَلُ فِيهَا عَوَامِلُ مُخْتَلِفَةٌ نَفْسِيَّةٌ وَثَقَافِيَّةٌ وَاجْتِمَاعِيَّةٌ وَاقْتِصَادِيَّةٌ وَسِيَاسِيَّةٌ.[4]
>
> اور یہاں ایک ایسا شرط ہے جسے اصولیین نے اجتہاد کی شرائط میں ذکر نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ مجتہد کو لوگوں اور اپنے ارد گرد کی زندگی کا علم ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجتہد کسی خلا میں اجتہاد نہیں کرتا بلکہ ان واقعات کی بنیاد پر اجتہاد کرتا ہے جو افراد اور اس کے ارد گرد موجود معاشروں پر واقع ہوتے ہیں اور یہ ان کے افکار اور طرزِ عمل کو متاثر کرتے ہیں، جن میں مختلف نفسیاتی، ثقافتی، سماجی، معاشی اور سیاسی عوامل شامل ہوتے ہیں۔

## مدارجِ اجتہاد اور علامہ اقبالؒ

اجتہاد کے تین مدارج ہیں: اجتہادِ مطلق، اضافی اجتہاد، خصوصی اجتہاد۔ اجتہادِ مطلق کی شرائط اہلِ سنت کے یہاں اس قدر سخت ہیں کہ عصرِ حاضر میں کوئی بھی شخص اس کا اہل نظر نہیں آتا، اقبال کی نظر میں اس اندازِ فکر سے اسلامی قانون جمود کا شکار ہو گیا ہے۔ وہ اس کی وجوہات میں سے تین چیزیں ذکر کرتے ہیں:

- ترکِ تعلّق پسندی
- راہبانہ طرزِ فکر

- فتنہ وفساد کے خطرے کے پیشِ نظر انفرادی آزادیِ فکر کی حوصلہ شکنی۔

اقبالؒ کے یہاں قرآنِ حکیم کا حرکی نقطۂ نظر، زندگی کے تغیرات کی اقدار کے ساتھ ساتھ تغیر آشنا ہے، قرآنِ حکیم کے اصولوں میں اس قدر کشادگی اور وسعت ہے کہ وہ ازخود انسانی فکر کو بیدار کرنے کا کام کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ فقہاء نے متبادل قوانین کی وضع کیلئے اسی منبع کو دلیل بنایا اور مدنیت وسیاست کے نظام میں اجتہاد کی ضرورت بلاشبہ ایک اہم جزوی طور پر شامل رہی۔ اسی طرح اقبال قانون سازی کے اندر محض مذہبی علماء کی اجارہ داری کو قابل وقعت نہیں سمجھتے، بلکہ غیر علماء جو عصر حاضر کے عملی مسائل کی باریکیوں سے آگاہ اور عصرِ حاضر کے علوم کے شناور ہوں ان کی حکمت اور دانشمندی سے بھی استفادہ ضرور ہے۔[5]

## اجتہاد کا دائرہ کار

یوسف القرضاوی کے ہاں ہر وہ مسئلہ شرعیہ جس میں قطعی الثبوت قطعی الدلالت نہ ہو، وہ اجتہاد کے دائرہ کار میں داخل ہے، قطعِ نظر اس بات کے کہ وہ مسئلہ اعتقادات کے باب سے متعلق ہے یا اس کا تعلق عملی زندگی سے ہے۔ شیخ یوسف قرضاوی اس بات کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ اگر اس میں قطعی الثبوت قطعی الدلالت نص نہیں لائی گئی تو اس کے پیشِ نظر یہی تھا کہ اس کے فہم و تعبیر میں گنجائش رہے، تاکہ خدا کا دین مختلف طبقات میں وسعت پا سکے اور ان کی زندگیوں میں آسانی بھی رہے۔ اسی طرح شیخ قرضاوی اصولِ فقہ میں اجتہاد کو درست سمجھتے ہیں اور ان کے یہاں اصولِ فقہ کوئی قطعی شے نہیں جیسا کہ بعض اصولیین اسے قطعی قرار دیتے ہیں، شیخ یوسف قرضاوی کے یہاں اگر اعتقادی مسائل میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہے تو اصولِ فقہ جو کہ عملی زندگی کے مسائل سے متعلق ہے وہاں اجتہاد بہ طریقِ اولیٰ درست ہونا چاہیے۔[6]

## فقہ شرعی اور فقہ واقعی پر یوسف القرضاوی کا نوٹ

شیخ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ فقہ شرعی یہ ہے کہ جو نصوصِ شرع اور اس کے مصادر کے گہرے فہم پر مبنی ہو تاکہ فقہ الموازنات کی صحت مسلم ہو، جبکہ فقہ واقعی یہ ہے کہ جو زندہ حقائق، ہمہ پہلو، دقیق اور بالاستیعاب مطالعہ و تحقیق پر مبنی ہو اور جس کا مطالعہ غیر حقیقی اور غیر مستند پروپیگنڈے کی بجائے قابل اعتماد معلومات پر مشتمل ہو، شیخ یوسف القرضاوی رقمطراز ہیں کہ فقہ واقعی اور فقہ شرعی دونوں کامل ہوں تاکہ اس کے نتیجے میں ایسے علمی موازنے کی طرف رسائی ہو سکے جو ہٹ دھرمی اور افراط و تفریط اور مبالغہ آرائی اور غلو پسندی سے پاک ہو اور اگر مصالح کے مابین تعارض پیدا ہو جائے تو آخری مصلحت کے پیشِ نظر دنیوی مصلحت متروک ہو گی اور مصلحتِ عامہ کی خاطر مصلحتِ خاصہ کو برداشت کیا جائے گا۔ البتہ مصلحتِ خاصہ والے کو اس کے مصالح فوت ہونے کا عوض دیا جائے گا یا مصلحتِ خاصہ کے فوت ہونے سے اسے جو ضرر لاحق ہوا ہو اس کی تلافی کی جائے گی۔ اسی طرح دائمی اور طویل المیعاد مصلحت کی خاطر عارضی مصلحت چھوڑ دی جائے گی اور بنیادی وجوہری مصلحت کی وجہ سے ظاہری وشکلی مصلحت نظر انداز کر دی جائے گی اور ظنی وخیالی مصلحت پر یقینی مصلحت کو فوقیت دی جائے گی۔ شیخ نے اس کا مستدل اس روایت کو بنایا ہے جس میں صلح نامہ سے محمد رسول اللہ کے الفاظ مٹا کر محمد بن عبد اللہ کے الفاظ لکھے گئے تھے، اسی طرح صلح نامہ سے باسم اللہ کے الفاظ کو باسمک اللھم سے بدلا گیا تھا۔[7]

## اہل علم کے حق میں اجتہاد کی اقسام

شیخ یوسف قرضاوی فرماتے ہیں کہ اہل علم کے لیے اجتہاد کی تین حیثیتیں ہیں:

- فرضِ عین
- فرضِ کفایہ

- مستحب

فرضِ عین دو حالتوں میں ہے: اجتہاد فی حقِ نفسہِ عند نزولِ الحادثۃ۔ یعنی جب اپنی ذات سے متعلق کوئی شرعی حاجت آ جائے جس کا تعلق عبادات، معاملات یا زواج و طلاق سے ہو تو ایسے وقت اس عالم کے لیے اجتہاد کرنا فرضِ عین ہو گا اور دوسری حالت وہ ہے جس میں شہر والوں کو کسی شرعی حاجت میں اس شخص کے علاوہ کوئی دوسرا دستیاب نہ ہو۔ فرضِ کفایہ اس وقت تک ہے جب تک اہل مدینہ کو اس شرعی حادثہ سے متعلق مکمل راہنمائی نہیں مل جاتی، جبکہ یہ اس وقت مستحب کے درجے میں ہے جب شرعی حادثہ پیش نہ آیا ہو اور اہل علم اس سے قبل ہی حکم کے معلوم کرنے میں غور و غوض کریں۔

## عصرِ حاضر میں اجتہاد اور علامہ یوسف القرضاوی

شیخ یوسف قرضاوی یہ سمجھتے ہیں کہ زمانہ ماضی کے گزر جانے سے زندگی میں تغیر اور دورِ جدید کے افکار و ایجادات کی آئے روز ہوتی اشکال کی بنا پر یہ لازم ہے کہ معاصر زمانہ اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھے، کیونکہ جدید ٹیکنالوجی کے انقلاب نے جدید دنیا میں عجیب و غریب مسائل پیدا کر دیئے ہیں جن کا شاید ہی کبھی دورِ رسالت میں سوچا گیا ہو مثلاً: جڑواں بچے ٹیسٹ ٹیوب بے بی انتقالِ جنین (ایمبریو ٹرانسفر)، انتقالِ خون، کلوننگ، مادرِ رحم کا اجارہ (سروگیسی)۔ اس نوعیت کے جدید مسائل اجتہاد کا تقاضا کرتے ہیں اور ان چیزوں پر اجتہاد انشائی ہو گا۔[8] یعنی وہ واقعہ جس میں مجتہدینِ جدید حکم لگائیں، اگرچہ ہمارے قدیم فقہاء نے اس بارے میں کوئی رائے نہ دی ہو اور نہ ہی اس بابت کوئی حتمی رائے فرمائی ہو، شیخ یوسف قرضاوی لکھتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں اسلام کے بارے میں بحث و گفتگو کرنے والے دو گروہ ہیں:

**پہلا گروہ** (مغرب زدہ): ایک گروہ مغرب کی فکر کے زیرِ اثر ہے۔ ان کے یہاں مغرب کا اصول و اجتہاد حرفِ آخر ہے، اور اگر وہ اسلام کے اصول کے مطابق و موافق ہے تو ٹھیک، ورنہ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات میں تاویل و تحریف کرنے لگتے ہیں۔

**دوسرا گروہ:** وہ ہے جو حلال و حرام کے مسائل میں ایک متعین رائے پر جامد ہو گیا ہے۔ یہ لوگ صرف نصوص کے الفاظ اور ان کی عبارتوں کے متبع ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اصل اسلام یہی ہے۔ وہ اپنی رائے سے بال برابر ہٹنے کے لیے تیار نہیں اور نہ ہی اپنی رائے اور مسلک کو دلائل کے ذریعے پرکھنے اور دوسروں کے دلائل سے موازنہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔

## شیخ یوسف قرضاوی کا مسلک

شیخ یوسف قرضاوی کا مسلک یہ ہے کہ وہ مغرب کو اپنا معبود گردانتے ہیں نہ ہی تقلید محض کے قائل ہیں، بلکہ وہ دلیل کی بنیاد پر کسی بھی رائے کو اختیار کرتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں شیخ قرضاوی کا یہ طرزِ قدیم و جدید مزاج کے امتزاج کا ایک ایسا نمونہ ہے جو عملی زندگی سے راہِ فرار اختیار نہیں کرتا، بلکہ وہ مسائل کا قابلِ عمل حل تلاشتا اور زندگی میں نمو کا قائل نظر آتا ہے۔[9]

## ڈاکٹر طاہر القادری اور دین کا تصورِ یُسر

ڈاکٹر طاہر القادری بھی اس حوالے سے اسلام کے آسانی اور ہم آہنگی کے تصور کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دین اسلام میں بدلتے زمانے اور تغیر احوال کے پیش نظر ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے اور ہر مسئلہ کے حل کی صلاحیت کے موجود ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کے جملہ پہلوؤں اور تعلیمات کے اندر اللہ تعالیٰ نے آسانی و سہولت کو مقدم رکھا ہے۔ حتیٰ کہ متعدد آیات قرآنیہ میں اللہ تعالیٰ نے یسر یعنی آسانی کو پسندیدہ اور ترجیحی انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اس اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں آسانی اور وسعت کے پہلو کو پسندیدہ محل میں ذکر فرما کر اسے نرم اور مطابقت اختیار کرنے والا ہم آہنگ دین بنایا ہے اور دوسری طرف اس سے تنگی کا ذکر ناپسندیدہ محل میں کر کے دین کو جمود سے نکالا ہے۔[10]

## الاجتہاد الذی نریدہ لعصرنا

"الاجتہاد الذی نریدہ لعصرنا یعنی وہ اجتہاد جس کی ہمیں اپنے دور میں ضرورت ہے" کے بارے میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ دورِ رواں میں اجتہاد محض ایک انفرادی مسئلہ نہیں بلکہ یہ تمام عالمِ اسلام کا اجتماعی مسئلہ اور ضرورت ہے اور اس کی وجہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے یہ لکھی ہے کہ اسلام کا فلسفہ ہر گز یہ نہیں ہے کہ ایک طرف لوگ اجتماعی طور پر ایک چیز کی ضرورت محسوس کرتے ہوں اور دوسری جانب اس کا دروازہ کلیتاً بند کر دیا گیا ہو اس لیے آج کے دور میں جب مسائل کی نوعیتیں متنوع ہو گئی ہیں ان کے حل کی طرف بڑھنے کے لیے اجتہاد کا دروازہ نہ صرف کھلا ہے، بلکہ یہ فرض علی الکفایہ کے درجے میں ہے۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے دور جدید میں جس اجتہاد کی ضرورت محسوس کی ہے اسے وہ دو حصوں کی طرف تقسیم کرتے ہیں:

- اجتہاد انتقائی
- اجتہاد جماعی

## اجتہادِ انتقائی یا اجتہادِ ابداعی

اجتہادِ انتقائی کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ فقہی سرمائے (پرانے فقہی مذاہب کے اقوال) سے ایسے راجح قول کو اختیار کرنا جو مقاصدِ شریعت، لوگوں کی ضروریات اور زمانۂ حاضر کے تقاضوں کے بہت قریب ہو۔ بسا اوقات یہ انتقاء مذاہبِ اربعہ (چاروں بڑے فقہی مذاہب) میں بھی داخل ہو جاتا ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمینی پیداوار میں بغیر کسی تخصیص کے ہر طرح کی حاصل شدہ پیداوار پر زکوۃ عائد ہونے کا قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور موجودہ دور میں (اجتماعی مصلحت کے تحت) اسے ہی راجح قول قرار دیا جاتا ہے، جبکہ بعض دیگر مروّجہ مخصوص مسائل میں امام شافعیؒ کے قول کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔[11]

مولانا تقی امینیؒ کے مطابق جب استنباطی طریقوں (Deductive methods) میں ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے، تو مجتہد کے لیے ترجیح کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہو جاتا ہے، یہ عمل دراصل اجتہادِ انتقائی کی بنیاد ہے، جس میں مجتہد مختلف موجودہ دلائل یا آراء میں سے کسی ایک کو کسی خاص وجہ سے منتخب کرتا ہے، البتہ ترجیح کے معیارات ایک سے زائد ہو سکتے ہیں۔ مثلاً:

- قوتِ اثر: جس دلیل کا اثر زیادہ مضبوط ہو اسے منتخب کیا جاتا ہے۔
- قوتِ ثبات: وہ دلیل جو زیادہ مستحکم ہو
- کثرتِ اصول: اگر کسی رائے کی تائید میں اصولوں کی تعداد زیادہ ہو۔
- ترجیح بالعموم: کسی دلیل کو اس کی عمومیت کی بنیاد پر ترجیح دینا
- مصلحت اور عصر حاضر۔

مولانا امینی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مجتہد کے لیے دنیوی مصلحت شناسی اور خلقِ خدا کی مصلحتوں کا رمز شناس ہونا ضروری ہے، اجتہاد انتقائی میں بھی مجتہد اسی بصیرت کو استعمال کرتے ہوئے وہ قول منتخب کرتا ہے جو انسانی ضرورتوں اور مصلحتوں کے زیادہ قریب ہو۔

## بین الاقوامی فورم اجتہاد اور اجتہاد اجتماعی

ڈاکٹر یوسف القرضاوی فرماتے ہیں کہ آج کل ہم اجتہادِ اجتماعی کی طرف بہت زیادہ محتاج ہیں اور یہ عالمی فقہی کمیٹی کی صورت میں ممکن ہے، یہ فقہی مجلس بحث و تمحیص کے بعد کامل آزادی اور دلیری سے حکومتوں اور عوامی دباؤ سے بے پرواہ ہو کر اپنے فیصلہ جات صادر کرے۔ یوسف القرضاوی کے یہاں اجتہاد جماعی کے پہلو بہ پہلو شخصی و انفرادی اجتہاد بھی اسی طرح ضروری ہے کیونکہ یہی انفرادی اجتہاد جماعی اجتہاد کو مزید جلا بخشتا ہے اور بہترین مقالات و عمدہ حالات سامنے آتے ہیں۔

اس عالمی منظر پر ایک مستند نام اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ کا بھی ہے جو کہ 1983ء میں او آئی سی (OIC) کے ماتحت جدہ میں قائم کی گئی، اکیڈمی کے مختلف ممالک میں اب تک 19 سیمینارز ہو چکے ہیں اور 130 سے زائد معاشی، معاشرتی، طبی اور اجتماعی مسائل پر بحث ہو چکی ہے، اکیڈمی کے فیصلے پوری دنیا میں قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، اکیڈمی کے سیمینار کے چند چیدہ چیدہ مسائل کی ایک اجمالی فہرست یہ ہے:

- قرض پر زکوٰۃ
- مردہ یا زندہ انسان کے اعضاء کا دوسرے انسانوں کے لیے استعمال
- اسٹاک ایکسچینج
- گولڈ ٹریڈ ایکسچینج اور ڈرافٹس کے اجتماع کا شرعی حل
- ایکسپورٹ اور ٹینڈر کے معاملات[12]

## اجتہاد کی مختلف صورتیں اور سیاستِ حاضرہ

علامہ یوسف القرضاوی سیاسی مسائل پر غور و فکر یا فقہ سیاسی کی بنیادوں کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فقہِ سیاسی کا سرچشمہ اسلامی عقیدہ ہوتا ہے، اس کا اعتماد (ستون / انحصار) شریعت پر ہوتا ہے اور اخلاقی اقدار اس کی تائید کرتی ہیں۔ اس کے کچھ اصول اور بنیادیں ہوتی ہیں:

پہلی بنیاد شریعت کے کلی مقاصد کی روشنی میں شریعت کے جزوی نصوص پر غور و فکر کرنا۔ علامہ قرضاوی مقاصد کی روشنی میں نصوص کے فہم سے متعلق اعتدال پسند مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسری بنیاد زمانے کی سمجھ اور اس بات کا ادراک کہ زمانے کی تبدیلی سے فتویٰ میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ زمانے کی سمجھ پر مبنی فہم کی خاص خوبی یہ ہوتی ہے کہ جس مصلحت یا عرف پر وہ حکم قائم ہوتا ہے، وہ مصلحت یا وہ عرف ختم ہو جانے یا تبدیل ہو جانے پر حکم خود بخود تبدیل ہو جاتا ہے۔ علامہ قرضاوی کہتے ہیں کہ حالات، مکان اور زمانہ جو شرعی تبدیلی کے موجب بنتے ہیں، ان کی تبدیلی سے فتویٰ کے اندر آنے والی تبدیلی کا لحاظ رکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ تیسری بنیاد کسی بھی حکم کے نتیجے میں رونما ہونے والے مصالح (فائدے) اور مفاسد (نقصانات) کے درمیان موازنہ کرنا۔ علامہ قرضاوی کے یہاں اس کی بھی کئی صورتیں ہوتی ہیں، جیسے کہ مصالح آپس میں متعارض (ٹکراؤ کا شکار) ہو جاتے ہیں، کبھی مفاسد آپس میں متعارض ہو جاتے ہیں اور کبھی مصالح اور مفاسد کے درمیان ٹکراؤ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورتوں میں عمومی مصلحت کو مخصوص (انفرادی) مصلحت پر مقدم (ترجیح) رکھا جائے گا۔[13،14]

## سیاستِ حاضرہ میں اجتہاد کا اطلاق

- **شوریٰ کی نوعیت:** معاصر سیاسی اجتہاد میں ایک اہم بحث یہ ہے کہ شوریٰ محض مشاورتی نہیں، بلکہ لازمی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نقطۂ نظر کے مطابق حکمران عوامی نمائندوں کی اکثریتی رائے کو نظر انداز نہیں کر سکتا، کیونکہ ایسا کرنے سے شوریٰ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔
- **حکمرانی اور احتساب:** اجتہاد کے ذریعے شہریوں کے ان حقوق کو منظم کیا جاتا ہے جن کے تحت وہ اپنے حکمرانوں کا انتخاب کر سکتے ہیں، ان کا احتساب کر سکتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر انہیں منصب سے ہٹا بھی سکتے ہیں، اگر وہ ریاست کے دستور اور بنیادی اصولوں کی خلاف ورزی کریں۔
- **بین الاقوامی تعلقات:** معاصر اجتہاد اسلامی ریاست اور دیگر ریاستوں کے تعلقات، امن و جنگ کی بنیادی حیثیت، بین

الاقوامی معاہدات اور عالمی اداروں کے ساتھ تعلقات جیسے مسائل کا جائزہ لیتا ہے اور ان کے بارے میں شرعی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

- **سیاسی دباؤ سے آزادی:** سیاسی معاملات میں صحیح اجتہاد کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اجتہادی مجالس اور ادارے سماجی اور سیاسی دباؤ سے آزاد ہوں۔ ایسی مجالس جو مکمل طور پر کسی حکومت کے زیرِ اثر ہوں، ان کی غیر جانب داری متاثر ہو سکتی ہے۔

## اجنبی یا غیر اسلامی معاشرتی حقائق کے بارے میں بحث

بعض مفکرین، خصوصاً سید قطب سے منسوب ایک نقطۂ نظر کے مطابق، ایسے معاشرے میں اجتہاد کی عملی افادیت محدود ہے جو ابتدا ہی سے حاکمیتِ الٰہی کو تسلیم نہ کرتا ہو، تاہم اس رائے کے برخلاف یہ مؤقف بھی پیش کیا گیا ہے کہ اجتہاد ہر حال میں ضروری ہے، کیونکہ اسی کے ذریعے اسلامی نظام کی عملی صلاحیت واضح کی جا سکتی ہے اور جدید و پیچیدہ معاشروں میں رہنے والے مسلمانوں کے مسائل کا حل فراہم کیا جا سکتا ہے، خواہ مثالی اسلامی معاشرہ ابھی مکمل طور پر قائم نہ ہوا ہو۔

الحاصل یہ کہ سیاستِ حاضرہ میں اجتہاد اسلامی اصولوں کو عملی سیاسی، قانونی اور انتظامی نظاموں میں ڈھالنے کا بنیادی فکری ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعے حکمرانی، قانون سازی، عوامی نمائندگی، احتساب اور بین الاقوامی تعلقات جیسے شعبوں میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قابلِ عمل حل اور راہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔[15]

## خلاصۂ بحث

اس تحقیق میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے تصورِ اجتہاد اور عصرِ حاضر میں اس کے اطلاق کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ واضح کیا گیا ہے کہ اجتہاد اسلامی شریعت کی وہ بنیادی فکری قوت ہے جو ہر دور کے بدلتے ہوئے حالات اور نئے مسائل کے حل کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر قرضاوی کے مطابق اجتہاد محض فقہی رائے سازی نہیں بلکہ ایک مسلسل علمی و فکری عمل ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں مقاصدِ شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے جدید مسائل کا حل فراہم کرتا ہے۔

تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ڈاکٹر قرضاوی نے اجتہاد کو دو بنیادی صورتوں میں تقسیم کیا ہے: اجتہادِ انتقائی اور اجتہادِ ابداعی، جبکہ اجتماعی اجتہاد کو موجودہ دور کی اہم ترین ضرورت قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک جدید معاشرتی، سیاسی، اقتصادی اور طبی مسائل جیسے کہ بینکنگ، بایوٹیکنالوجی، گورننس اور بین الاقوامی تعلقات، اجتماعی اجتہاد کے بغیر حل نہیں ہو سکتے۔ مزید برآں یہ بھی واضح ہوا کہ ان کے نزدیک مجتہد کے لیے محض نصوص کا علم کافی نہیں بلکہ عصرِ حاضر کے حالات، انسانی زندگی کے تقاضوں اور سماجی حقیقتوں کا فہم بھی لازمی شرط ہے۔ اسی طرح وہ شوریٰ، احتساب اور عدل پر مبنی سیاسی نظام کو اجتہاد کے عملی اطلاق کا حصہ سمجھتے ہیں۔ آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی کا تصورِ اجتہاد اسلامی فقہ کو جمود سے نکال کر حرکت، وسعت اور عصری مطابقت کی طرف لے جاتا ہے اور یہی فکر آج کے دور میں امتِ مسلمہ کی فکری و عملی رہنمائی کے لیے انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔

## سفارشات

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

- عصرِ حاضر کے پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے انفرادی اجتہاد کے ساتھ ساتھ اجتماعی اجتہاد کو فروغ دیا جائے، تاکہ زیادہ جامع اور متوازن شرعی رہنمائی حاصل ہو سکے۔
- اسلامی علوم کے طلبہ اور محققین کو مقاصدِ شریعت اور جدید سماجی، معاشی و سائنسی علوم سے واقفیت حاصل کرنے کی خصوصی تربیت دی جائے، تاکہ وہ معاصر مسائل کو بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔

- اجتہادی عمل میں تقلیدِ جامد سے بچتے ہوئے دلائل کی بنیاد پر اعتدال، توازن اور مصلحتِ عامہ کو ترجیح دی جائے، جیسا کہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے واضح کیا ہے۔
- جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی سے پیدا ہونے والے مسائل (جیسے بایو ٹیکنالوجی، میڈیکل ایتھکس وغیرہ) کے لیے خصوصی فقہی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔
- امتِ مسلمہ میں فکری جمود کو ختم کرنے اور اجتہادی شعور کو بیدار کرنے کے لیے علمی مباحث کو عام کیا جائے تاکہ اجتہاد ایک زندہ فکری روایت کے طور پر برقرار رہے۔

---

## References


1 Amīnī, Mawlānā Muḥammad Taqī, Ijtihād kā Tārīkhī Pas-e-Manẓar aur Masʾalah-e-Ijtihād par Taḥqīqī Naẓar (Karachi: Qadīmī Kutub Khānah, 1980), 23.

2 Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Al-Sīrah al-Dhātiyyah, al-Mawqiʿ al-Rasmī li-al-Shaykh Yūsuf al-Qaraḍāwī. https://www.al-qaradawi.net/content.

3 Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid Muḥammad ibn Muḥammad, Al-Mustaṣfā min ʿIlm al-Uṣūl, taḥqīq: Muḥammad ʿAbd al-Salām ʿAbd al-Shāfī (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1993), 346.

4 Sulaiman, Akhmad, Ijtihād Maqāṣidī dan Politik Pengetahuan: Pergumulan Diskursus Keagamaan Revolusi Mesir Yūsuf al-Qaraḍāwī dan ʿAlī Jumʿah, doctoral dissertation, Islamic Studies, Postgraduate Program, UIN Sunan Kalijaga Yogyakarta, 2022, p. 151.

5 Sayyāl, Ṭālib Ḥusayn, "Iblāgh-e-Khuṭbāt-e-Iqbāl," in Fikr-e-Islāmī kī Tashkīl-e-Naw (Islamabad: Iqbal International Institute, 2002), 200.

6 Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Al-Ijtihād fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah (Kuwait: Dār al-Qalam li-al-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1996), 67.

7 Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Taghayyur Padhīr Ḥālāt meṅ Tafaqquh ke Taqāḍe aur Ham... (Translated), (New Delhi: Eifa Publications, 2010), 23.

8 Al-Qaraḍāwī, Al-Ijtihād fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah, pp. 80–81.

9 Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Islām meṅ Ḥalāl-o-Ḥarām (Translated). (Lahore: Dār al-Iblāgh, 2003), pp. 31–32.

10 Al-Qādirī, Muḥammad Ṭāhir, Taghayyur-e-Zamān se Ijtihādī Aḥkām meṅ Riʿāyat aur Tabdīlī, tartīb wa-takhrīj: ʿAyn al-Ḥaqq al-Baghdādī (India: Minhāj Publications, 2019), 21.

11 Al-Qaraḍāwī, Al-Ijtihād fī al-Sharīʿah al-Islāmiyyah, 115.

12 International Fiqh Academy Jeddah ke Sharʿī Faisle (Delhi: Al-Falāḥ Publications, 2014), 56.

13 Al-Ḥājj, Muḥammad Amīn Murʿar, Al-Tajdīd fī Fikr al-Duktūr Yūsuf al-Qaraḍāwī, master's thesis, Al-Quds University, 2005, 101.

14 Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Al-Siyāsah al-Sharʿiyyah fī Ḍawʾ Nuṣūṣ al-Sharīʿah wa-Maqāṣidihā (Cairo: Maktabat Wahbah, 1998), 58.

15 Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Islāmī Niẓām: Aik Farīḍah, Aik Ḍarūrat, Urdu trans. Muḥammad Ṭufayl Anṣārī (Lahore: Al-Badr Publications, 1993), 87.